AL-QALAM القلم
ISSN 2071-8683 e-ISSN 2707-0077
Volume 25, Issue, 1, 2020
Published by Institute of Islamic Studies,
University of the Punjab, Lahore, Pakistan.

تسعیر کا اسلامی تصور اور فقہاء کی آراء کا مطالعہ

Price control and Islamic concept thereof and a study of the opinions of Islamic Jurisprudents

***Dr. Abdullah**
****Hafiz Naeem Hafeez**
*Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Government Islamia College, Lahore Cantt
**PhD Scholar, Punjab University, Lahore, Lecturer, Government Islamia College, Civil Lines College, Lahore

Abstract

Economic system of a society has a vital role in its development and survival. Its importance is both for an individual's needs and requirements of a society. Sale and purchase system is a prominent component of any market. Like other fields of life, Islam has provided clear and favourable guidelines regarding the matters of market. This research paper is an overview the teachings of Islam about price control mechanism. It shows that generally there is a freedom to fix the prices/rates of market objects according to the needs of demand and supply in a specific period but the ruling authority can control the prices if needed. This paper is also an effort to summarize the intellectual opinions of different scholars given for this system of price control. All major Islamic school of thoughts are agreed upon above mentioned policy that price control is relevant to business community but in special conditions it will be tackled by the government.

تسعیر کا مفہوم:

تسعیر عربی زبان کا لفظ ہے۔ یہ باب تفعیل سے مصدر ہے۔ اس کا مادہ یعنی بنیادی حروف "س، ع، ر "ہیں۔ تسعیر کا لغوی معنی ہے: کسی چیز کا بھڑک اٹھنا، شعلہ زن ہونا اور بلند ہونا جبکہ اصطلاحی طور پر اس سے مراد ہے مختلف اشیاء کا بھاؤ، ریٹ اور قیمتیں مقرر کرنا۔

ابن فارس، تسعیر کے مادہ (س ع ر) کے متعلق "**معجم مقاييس اللغة**" میں لکھتے ہیں:

" السين والعين والراء أصل واحد يدل على اشتعال الشيء واتقاده وارتفاعه"۔[1]

"سین، عین اور راء (سعر) کسی چیز کے بھڑک اٹھنے، شعلہ زن ہونے اور بلند ہونے پر دلالت کرتا ہے"۔

قرآن کریم میں بھی، یہ مادہ (س ع ر) اپنے لغوی معانی میں کئی جگہ پر استعمال ہوا ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَإِذَا الْجَحِيمُ سُعِّرَتْ﴾۔[2]

"اور جب جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی"۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَالُوا لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ﴾۔[3]

"اور وہ کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو بھڑکتی ہوئی آگ میں رہنے والوں میں سے نہ ہوتے"۔

ابن منظور الافریقی "لسان العرب" میں تسعیر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"السعر: الذي يقوم عليه الثمن، وجمعه أسعار وقد أسعروا وسعروا بمعنى واحد: اتفقوا على سعر... والتسعير: تقدير السعر"۔[4]

"سعر سے مراد وہ بھاؤ ہے جس پر کسی چیز کی قیمت کا دارومدار ہوتا ہے اور سعر کی جمع اسعار ہے۔ اس مادہ سے فعل "اسعروا" اور "سعروا" ہیں جو ایک ہی معنی پر دلالت کرتے ہیں یعنی وہ (سب) ایک بھاؤ پر متفق ہوگئے۔۔۔ اور تسعیر کا معنی یہ ہوگا کہ قیمت کا اندازہ لگانا"۔

فیروزآبادی "القاموس المحیط" میں کہتے ہیں:

"السعر، بالكسر: الذي يقوم عليه الثمن ج: أسعار وأسعروا وسعروا تسعيرا: اتفقوا على سعر وسعر النار والحرب"۔[5]

"سعر (سین کی) زیر کے ساتھ ہے۔ وہ جس پر قیمت کا تعین ہوتا ہے۔ اس کی جمع اسعار ہے۔ اسعروا اور سعروا تسعیرا: یعنی ایک بھاؤ پر سب متفق ہیں۔ اور (لغوی معنی میں جیسے) آگ اور جنگ کا بھڑکنا"۔

سید سابق مصری، اپنی کتاب "فقہ السنۃ" میں لکھتے ہیں:

"التسعير معناه وضع ثمن محدد للسلع التي يراد بيعها بحيث لا يظلم المالك ولا يرهق المشتري".[6]

"تسعیر کا معنی یہ ہے کہ مال تجارت کے لیے ایسی قیمت مقرر کرنا جس سے مالک پر کوئی ظلم نہ ہو اور نہ ہی مشتری پر کوئی زیادتی ہو"۔

امام شوکانی نے تسعیر کی تعریف میں لکھا ہے:

"التسعير: هو أن يأمر السلطان أو نوابه أو كل من ولي من أمور المسلمين أمرا أهل السوق أن لا يبيعوا أمتعتهم إلا بسعر كذا، فيمنعوا من الزيادة عليه أو النقصان لمصلحة"۔[7]

"تسعیر یہ ہے کہ سلطان یا اس کے نائب یا ہر وہ شخص جو مسلمانوں کے امور کا منتظم ہو، وہ اہل بازار کو یہ حکم دے کہ وہ اپنا مال تجارت فروخت نہ کریں مگر اس بھاؤ پر، پس ان کو مصلحت کی وجہ سے اس بھاؤ پر زیادتی یا کمی سے منع کر دیا جائے"۔

البھوتی نے تسعیر کی تعریف کے متعلق لکھا ہے:

"التسعير أن يسعر الإمام أو نائبه على الناس سعرا ويجبرهم على التبايع به"۔[8]

"تسعیر یہ ہے کہ حاکم یا اس کا نائب لوگوں پر نرخ مقرر کر دے اور ان کو مجبور کرے کہ اس نرخ پر آپس میں بیچو"۔

"القاموس الفقہی" میں "تسعیر" کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

"تقدير السعروذلك بأن تأمر الدولة أهل السوق أن لا يبيعوا بضاعتهم إلا بسعر كذا، لمصلحة تراها فيمنعوا من الزيادة عليه، أو النقصان".[9]

"تسعیر سے مراد بھاؤ مقرر کرنا ہے اور وہ یہ کہ حکومت اہل بازار سے یہ کہے کہ وہ اپنا مال تجارت نہ فروخت کریں مگر اس بھاؤ پر (یعنی مقررہ قیمت پر) کسی خاص مصلحت کی وجہ سے جو واضح ہو۔ پس وہ ان کو منع کر دیں اس بھاؤ سے زیادہ فروخت کرنے پر یا کم فروخت کرنے پر"۔

مذکورہ بالا مختلف لغوی اور اصطلاحی تعریفات سے تسعیر کا مفہوم اس طرح مکمل طور پر واضح ہو جاتا ہے کہ تسعیر حقیقت میں اشیاء کی مناسب قیمتیں اور بھاؤ مقرر کرنے کا نام ہے جس میں قیمتوں، اجرتوں، کرایوں اور منافع کی شرح کا تعین کیا جاتا ہے۔ اس کا بنیادی مقصد مشتری اور بائع کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے بچانا ہوتا ہے۔ لہذا حکومت پرائس کنٹرول (Price Controle) کے ذریعے تاجروں اور صارفین، دونوں کے حقوق کا تحفظ کر کے ملکی معیشت کو بہتر بناتی ہے۔

اسلام کا تصور تسعیر:

اسلامی نظام معیشت میں یہ بات مستحسن ہے کہ اشیاء کی قیمتوں کا تعین مصنوعی طریقوں کے بجائے آزادانہ طلب و رسد کے فطری عوامل کے ذریعے ہو۔ اس لیے عام حالات میں حکومت کو نرخ میں مداخلت کا اختیار حاصل نہیں کیونکہ قیمتوں پر کنٹرول کرنے سے خرید و فروخت پر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس سے اشیاء

پیدا کرنے والے افراد کی حق تلفی ہوتی ہے اور تاجروں کے نقصان کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ چنانچہ تجارت میں خسارہ سے بچنے کے لئے تاجر اپنامال بازار سے غائب کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے عام صارفین کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور ایسے حالات میں احتکار، ذخیرہ اندوزی، چور بازاری اور خفیہ طریقے سے مہنگائی بڑھ جاتی ہے۔

نبی کریم ﷺ کے زمانے کا ایک بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا جس میں آپؐ نے کسی چیز کی قیمت کا باقاعدہ تعین کیا ہو، بلکہ لوگ آزادانہ طور پر تجارت کرتے تھے۔ تاہم فطری اعتبار سے آپؐ کے زمانے کے تاجر منڈی یا بازار کے نرخ کے مطابق ہی فروخت کرتے تھے اور ویسے بھی عہد نبوی میں لوگوں پر ظلم کرنے والے یا دوسروں کی حق تلفی کرنے والے افراد نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ کے زمانے میں جب نرخ بڑھ گئے اور آپؐ سے نرخ مقرر کرنے کی درخواست کی گئی تو آپؐ نے نرخ متعین نہ کیے۔ لہذا عام حالات میں حکومت کو بھی نرخ میں مداخلت کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ اس کی مزید وضاحت کے لیے ذیل کی احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے:

"أن رجلا جاء، فقال: يا رسول الله، سعر، فقال: «بل أدعو» ثم جاءه رجل، فقال: يا رسول الله، سعر، فقال: «بل الله يخفض ويرفع، وإني لأرجو أن ألقى الله وليس لأحد عندي مظلمة»".[10]

"ایک آدمی آیا اور کہا: اے اللہ کے رسولؐ! (اشیاء کے) نرخ مقرر کر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں، بلکہ میں دعا کروں گا (کہ نرخ ارزاں ہو جائیں) پھر ایک آدمی آیا اور یہی کہا کہ اے اللہ کے رسولؐ! نرخ مقرر کر دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اللہ ہی نرخ گراتا اور چڑھاتا ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس حال میں حاضر ہوں کہ میرے اوپر کسی پر ظلم کرنے کا بوجھ نہ ہو"۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

"غلا السعر على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقالوا: يا رسول الله، سعر لنا، فقال إن الله هو المسعر، القابض، الباسط، الرزاق، وإني لأرجو أن ألقى ربي وليس أحد منكم يطلبني بمظلمة في دم ولا مال".[11]

"رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں نرخ گراں ہو گئے تو لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسولؐ! ہمارے لئے نرخ مقرر کر دیجیے، تو آپؐ نے فرمایا: اللہ ہی نرخ مقرر کرنے والا، (اشیاء کی پیداوار میں) تنگی پیدا کرنے والا، فراخی پیدا کرنے والا، اور رزق عطا کرنے والا ہے۔ اور میں یہ چاہتا ہوں کہ اپنے رب سے

اس حال میں ملاقات کروں کہ تم میں سے کوئی مجھ سے جان ومال میں کسی ظلم کا بدلہ طلب کرنے والا نہ ہو"۔

امام ابو یوسفؒ نے "کتاب الخراج" میں روایت کیا ہے:

أن السعر غلا في زمن رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال الناس لرسول الله: إن السعر قد غلا فوظف وظيفة نقوم عليها. "إن الرخص والغلاء بيد الله ليس لنا أن نجوز أمر الله وقضاءه".[12]

"رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں نرخ گراں ہو گئے تو لوگوں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ نرخ گراں ہو گئے ہیں۔ لہٰذا آپ ایک شرح مقرر کر دیجیے تا کہ ہم اسی پر قائم رہیں تو آپؐ نے فرمایا: ارزانی اور گرانی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ ہمارے لئے یہ جائز نہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور اس کے حکم سے تجاوز کریں"۔

حضرت عبید بن نضلہؓ سے روایت ہے:

" أصاب الناس سنة فقالوا: يا رسول الله سعر لنا قال: لا يسألني الله عن سنة أحدثتها فيكم لم يأمرني بها، ولكن سلوا الله من فضله".[13]

"لوگ قحط کا شکار ہوئے تو انھوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسولؐ! ہمارے لیے نرخ مقرر کر دیجیے۔ آپؐ نے فرمایا: نہیں، اللہ تعالیٰ مجھ سے قحط کے متعلق سوال نہیں کرے گا بلکہ وہ مجھ سے ایسے طریقے کے متعلق جواب طلب کرے گا جس کا اس نے مجھے حکم نہ دیا ہو اور میں اسے اپنی طرف سے اختراع کر لوں۔ لیکن تم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کے لیے دعا کیا کرو"۔

مذکورہ بالا احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ مدینہ میں قحط کے باوجود نبی اکرمؐ نے نرخ مقرر کرنے سے انکار کر دیا۔ بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل و کرم کی دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، قحط دور ہو اور پیداوار بڑھے تا کہ نرخ خود بخود ارزاں ہو جائیں۔ لہٰذا مندرجہ بالا احادیث (جو حقیقت میں تقریباً ایک جیسے مفہوم کی حامل ہیں) واضح کرتی ہیں کہ عام حالات میں حکومت کو نرخ میں دخل دینا جائز نہیں۔ تاہم اگر حالات ایسے بن جائیں کہ ان کا تقاضہ ہو کہ بعض اشیاء کے نرخ ضرور مقرر کیے جائیں تو حکومت عدل وانصاف کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نرخ مقرر کر سکتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"من أعتق شركا له في عبد، فكان له مال يبلغ ثمن العبد قوم العبد عليه قيمة عدل، فأعطى شركاءه حصصهم، وعتق عليه العبد، وإلا فقد عتق منه ما عتق".[14]

"جس نے کسی مشترک غلام میں اپنے حصے کو آزاد کر دیا اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ غلام کی پوری قیمت ادا ہو سکے تو اس کی قیمت انصاف کے ساتھ لگائی جائے گی اور دیگر حصہ داروں کو اس کے مال سے ان کا حصہ دے کر غلام کو آزاد کر دیا جائے گا۔ وگرنہ اس نے غلام کا جو حصہ آزاد کیا، وہی آزاد ہو گا"۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے غلام کو فروخت کرنے کے لیے اس کی" قیمت عدل "لگانے کا ذکر کیا ہے۔ یہ وہ قیمت ہے جس میں ظلم و زیادتی نہ ہو اور وہ فریقین کے حقوق کا بھی تحفظ کرے۔ بعض علماء نے اس حدیث کو تسعیر میں اصل قرار دیا ہے کہ رسول اکرمؐ نے خود غلام کی قیمت کا تعین کرنے کا حکم دیا اور فرمایا: اس کی قیمت عدل و انصاف کے ساتھ مناسب مقرر کی جائے۔ لہذا یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ ضرورت کے وقت اشیاء کی ایسی قیمتوں کا تعین جائز ہے جن میں عدل و انصاف کے تقاضے پورے ہوں۔ چنانچہ جن احادیث میں تسعیر کی ممانعت ہے ان کا محمل یہ ہے کہ اس وقت مدینہ کے حالات اور نرخ میں گرانی کے عوامل قدرتی تھے۔ اگر حالات ایسے ہوں کہ نرخ میں گرانی قدرتی عوامل کے تحت ہو تو احادیث میں موجود احکام پر عمل ہو گا لیکن اگر نرخ میں گرانی مادہ پرستی اور منافع خوری کے باعث ہو تو حاکم وقت کے لئے جائز ہے کہ اہل الرائے لوگوں کے مشورے سے قیمتوں کا تعین کر دے تاکہ تاجر ناجائز منافع خوری سے باز رہیں۔ چنانچہ علامہ یوسف قرضاوی کہتے ہیں:

احادیث کا یہ مطلب نہیں کہ نرخ مقرر کرنا ہر حال میں ممنوع ہے خواہ رفع حرج اور صریح ظلم سے روکنے کے لئے کیوں نہ کئے جائیں بلکہ محقق علماء اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ نرخ مقرر کرنا بعض حالات میں تو حرام اور ظلم ہے لیکن بعض حالات میں منصفانہ اور جائز ہے۔ لہذا اگر ناروا طریقہ پر ظلم و زیادتی کر کے لوگوں کو ایسی قیمتوں پر چیزیں فروخت کرنے پر مجبور کر دیا جائے جس سے وہ راضی نہیں ہیں یا مباحات سے انہیں روکا جائے تو یہ حرام ہو گا اور اگر لوگوں کے درمیان عدل قائم کرنے کے لئے نرخ مقرر کئے جائیں۔ مثلاً: مروجہ قیمت کے مطابق معاوضہ لے کر فروخت کرنے کے لئے انہیں مجبور کر دیا جائے یا معروف معاوضہ سے زیادہ وصول کرنے سے انہیں روکا جائے تو ایسا کرنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔[15]

تسعیر کے بارے میں فقہاء کی آراء:

تسعیر کے بارے میں مروی احادیث کے مفہوم کی مراد کے مختلف سمجھنے کی وجہ سے فقہاء کے درمیان مسئلہ تسعیر میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کچھ فقہاء مطلقاً عدم جواز کے قائل ہیں جبکہ دوسرے فقہاء خاص حالات میں اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ اور تسعیر کی ممانعت والی احادیث کا جواب وہ یہ دیتے ہیں کہ اس وقت مدینہ کے جو حالات تھے ان کا تقاضہ اشیاء کے نرخ مقرر کرنے کا نہیں تھا۔ جبکہ موجودہ حالات میں اگر اشیاء کے نرخ مقرر نہ کیے جائیں تو لوگ اپنی اشیاء کے منہ مانگے دام لیں گے اور مہنگائی اس قدر خطرناک حد تک بڑھ جائے گی کہ اس پر کنٹرول کرنا ممکن نہیں رہے گا۔ تسعیر کے بارے میں فقہاء اسلام کی آراء مختلف ہیں۔ اس کے جواز اور عدم جواز کی آراء کا جائزہ ذیل کے صفحات میں پیش کیا جاتا ہے۔

تسعیر کے بارے میں فقہاء احناف کی رائے:

فقہاء احناف کے نزدیک مطلقاً تسعیر جائز نہیں۔ تاہم اگر حالات کا شدید تقاضہ ہو تو حکومت نرخ مقرر کر سکتی ہے۔

امام محمد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وبهذا نأخذ، لا ينبغي أن يسعر على المسلمين، فيقال لهم: بيعوا كذا وكذا بكذا وكذا، ويجبروا على ذلك، وهو قول أبي حنيفة، والعامة من فقهائنا"۔[16]

"ہماری یہی رائے ہے کہ مسلمانوں پر قیمتوں کا کنٹرول نہ کیا جائے کہ انہیں کہا جائے کہ تم فلاں فلاں قیمت پر بیچو اور انہیں اس پر مجبور کیا جائے۔ امام ابو حنیفہؒ اور ہمارے عام فقہاء کا یہی قول ہے"۔

امام محمدؒ کی وضاحت سے معلوم ہوتا ہے کہ عام حالات میں قیمتوں کا تعین کرنا جائز نہیں لیکن متاخرین احناف نے خاص حالات میں اس کا جواز بیان کیا ہے۔

جیسا کہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب "الہدایۃ" میں ابوالحسن المرغینانیؒ لکھتے ہیں:

"فإن كان أرباب الطعام يتحكمون ويتعدون عن القيمة تعديا فاحشا، وعجز القاضي عن صيانة حقوق المسلمين إلا بالتسعير فحينئذ لا بأس به بمشورة من أهل الرأي والبصيرة، فإذا فعل ذلك وتعدى رجل عن ذلك وباع بأكثر منه أجازه القاضي، وهذا ظاهر عند أبي حنيفة"۔[17]

"اگر تاجر ڈھٹائی پر اتر آئیں اور قیمتوں میں کھلی زیادتی کرنے لگیں اور حاکم وقت مسلمان صارفین کے حقوق کا تحفظ قیمتوں کو کنٹرول کرنے ہی میں سمجھے تو اہل رائے اور اہل علم و دانش حضرات کے مشورہ سے قیمتوں پر کنٹرول کر سکتا ہے۔۔۔ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک یہی ظاہر ہے"۔

علاؤالدین الحصکفی لکھتے ہیں:

"(ولا يسعر حاكم) لقوله عليه الصلاة والسلام: لا تسعروا فإن الله هو المسعر القابض الباسط الرازق (إلا إذا تعدى الأرباب عن القيمة تعديا فاحشا فيسعر بمشورة أهل الرأي)".[18]

"اور حاکم نرخ متعین نہ کرے۔ نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے اس قول کے مطابق کہ قیمتوں کا تعین نہ کرو کیونکہ اللہ مسعر، قابض، باسط اور رازق ہے۔ لیکن اگر وہ (تاجر) قیمتوں میں کھلی زیادتی کرنے لگیں تو حاکم وقت اہل الرائے کے مشورے سے قیمتیں مقرر کر دے"۔

امام نسفی نے بھی "کنزالد قائق" میں یہی موقف بیان کیا ہے، وہ کہتے ہیں:

"ولا يسعر السلطان إلا أن يتعدى أرباب الطعام عن القيمة تعديا فاحشا".[19]

"سلطان نرخ مقرر نہ کرے مگر جب غلہ کے مالک قیمتوں میں بہت زیادہ تجاوز کرنے لگیں"۔

ابن نجیم الحنفی رقمطراز ہیں:

"ولأن الثمن حق البائع وكان إليه تقديره فلا ينبغي للإمام أن يتعرض لحقه إلا إذا كان أرباب الطعام يحتكرون على المسلمين ويتعدون في القيمة تعديا فاحشا وعجز السلطان عن منعه إلا بالتسعير بمشاورة أهل الرأي والنظر"۔[20]

"اس لیے کہ قیمت بائع کا حق ہے اوراس کا تعین بھی اسی کی طرف سے ہو گا۔ پس کسی حکمران کے لیے جائز نہیں کہ وہ اس کے حق میں تعرض کرے۔ لیکن اگر غلہ کے مالک ڈھٹائی پر اتر آئیں اور قیمتوں میں کھلی زیادتی کرنے لگیں اور حاکم وقت کے پاس قیمتوں کو متعین کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو اہل رائے اور اہل نظر کے مشورہ سے قیمتوں کو متعین کر سکتا ہے"۔

ان اقتباسات سے معلوم ہوا کہ فقہاء احناف کے نزدیک تسعیر کی ممانعت تو ہے لیکن اگر حالات کا تقاضہ تسعیر کا ہو تو بھاؤ مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تاہم اس بارے میں حکومت کو چاہیے کہ وہ اہل الرائے، اہل عقل و دانش اور اہل علم لوگوں سے مشورہ ضرور کرے کیونکہ تسعیر ایک اجتہادی مسئلہ ہے جس کا انحصار حالات کی نزاکت پر ہے اور حالات کی نزاکت کو سمجھنا اہل علم و دانش، صاحب عقل سلیم اور عمدہ فہم و فراست رکھنے والوں کا کام ہے۔

تسعیر کے بارے میں فقہاء مالکیہ کی رائے:

امام مالکؒ سے تسعیر کے بارے میں دو قول منقول ہیں۔ لیکن ان کے نزدیک بھی اگر حالات تسعیر کا تقاضہ کریں تو تسعیر (نرخ مقرر کرنا) جائز ہے۔

ابو الولید الباجی نے "المنتقی شرح الموطا" میں لکھا ہے:

"التسعير فهو أن يحد لأهل السوق سعر ليبيعون عليه فلا يتجاوزونه فهذا منع منه مالك"۔[21]

"تسعیر یہ ہے کہ اہل بازار کے لیے نرخ مقرر کر دیے جائیں کہ وہ اس پر فروخت کریں اور اس سے تجاوز نہ کریں تو امام مالکؒ نے اس سے منع کیا ہے"۔

جبکہ وہ امام مالکؒ سے اشہب کی روایت جس میں تسعیر کا جواز معلوم ہوتا ہے، پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مصالح عامہ، نرخ کی مہنگائی اور فساد کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے تسعیر میں حرج نہیں۔ لوگوں کو بیع کرنے پر مجبور نہیں کیا جاتا بلکہ انھیں ایسی بیع سے منع کیا جاتا ہے جس میں وہ اس نرخ سے بیع کریں جو حاکم وقت کی نظر میں تاجر اور صارف کی مصلحت کے خلاف ہو۔ فروخت کنندہ کو منافع سے منع نہ کیا جائے، لیکن اس کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ لوگوں کو نقصان پہنچائے۔[22]

ابن رشد نے امام مالکؒ کا قول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"لوأن رجلا أراد بذلك فساد السوق، فحط عن سعر الناس لرأيت أن يقال له: إما لحقت بسعر الناس وإلا رفعت، فأما أن يقول للناس كلهم، فليس ذلك بالصواب"۔[23]

"اگر کوئی شخص بازار کے ماحول کو خراب کرتے لوگوں کے بھاؤ سے اعراض کرے تو اس کو کہا جائے: تم لوگوں کے بھاؤ کو اختیار کرو ورنہ بازار سے اٹھ جاؤ۔ تاہم سب لوگوں کو اس نرخ کا پابند کرنا درست نہیں"۔

امام مالکؒ کے متعلق "الدر المختار" میں ہے:

"وقال مالك: على الوالي التسعير عام الغلاء"۔[24]

"امام مالک نے فرمایا: مہنگائی کے زمانے میں حاکم وقت پر قیمتیں مقرر کرنا لازم ہے"۔

سید سابق المصری "فقہ السنۃ" میں امام مالکؒ کی تسعیر کے بارے میں رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ولذلك يرى الامام مالك جواز التسعير، كما يرى بعض الشافعية جوازه أيضا في حالة الغلاء".[25]

"اسی طرح امام مالکؒ تسعیر کو جائز قرار دیتے ہیں جیسے بعض فقہاء شافعیہ مہنگائی کے زمانے میں اس کو جائز خیال کرتے ہیں"۔

اس سے معلوم ہوا کہ مالکیہ کے نزدیک عام حالات میں تسعیر منع ہے لیکن بازار کے عمومی نرخ پر بیچنے کے لیے اور مہنگائی کے زمانے میں قیمتیں کنٹرول کرنے کے لیے تسعیر میں کوئی ممانعت نہیں ہے کیونکہ مسلمان صارفین کے لیے مصلحت اسی میں ہے کہ حکمران اگر بڑھتی ہوئی مہنگائی پر قابو پانے کے لیے اہل عقل و دانش کے مشورے سے اشیاء کی قیمتیں مقرر کر دیتے ہیں تو یہ چیز عام صارفین کے لیے بہت فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

تسعیر کے بارے میں فقہاء شافعیہ کی رائے:

امام شافعیؒ اور فقہاء شافعیہ کے بارے میں ناقلین مذاہب نے تسعیر کے متعلق مختلف اقوال بیان کیے ہیں۔

امام شافعیؒ کے مذہب کے بارے میں ابن قدامہؒ لکھتے ہیں:

"قال ابن حامد ليس للإمام أن يسعر على الناس، بل يبيع الناس، أموالهم على ما يختارون. وهذا مذهب الشافعي".[26]

"ابن حامد نے فرمایا: امام کو یہ اختیار نہیں کہ وہ لوگوں کے لئے اشیاء کے نرخ متعین کرے، بلکہ (لوگوں کو اختیار ہونا چاہئے کہ) لوگ جیسے چاہیں اپنے اموال فروخت کریں اور امام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے"۔

جبکہ سید سابق "فقہ السنہ" میں شوافع کے بارے میں لکھتے ہیں:

"ولذلك يرى الامام مالك جواز التسعير، كما يرى بعض الشافعية جوازه أيضا في حالة الغلاء".[27]

"اسی طرح امام مالکؒ تسعیر کو جائز قرار دیتے ہیں جیسے بعض شافعی فقہاء مہنگائی کے زمانے میں اس کو جائز خیال کرتے ہیں"۔

فقہ شافعی کی مشہور کتاب "المھذب" میں ہے:

" ولا يحل للسلطان التسعير لما روى أنس رضي الله عنه".[28]

"اور حاکم وقت کے لیے حضرت انسؓ کی روایت کی وجہ سے تسعیر جائز نہیں"۔

سید سابق "فقہ السنہ" میں رقمطراز ہیں:

"الترخيص فيه عند الحاجة إليه: على أن التجار إذ ظلموا وتعدوا تعديا فاحشا يضر بالسوق وجب على الحاكم أن يتدخل ويحدد السعر صيانة لحقوق الناس، ومنعا للاحتكار، ودفعا للظلم الواقع عليهم من جشع التجار".[29]

"ضرورت کے وقت تسعیر میں رخصت ہے:جب تاجر ظلم کریں اور اتنی زیادتی کریں کہ وہ بازار کے لئے نقصان دہ ہو تو حاکم وقت پر لازم ہے کہ وہ مداخلت کرے اور لوگوں کے حقوق کا تحفظ،ذخیرہ اندوزی کو روکنے اور تاجروں کے من مانے بھاؤ کی وجہ سے،ان کی طرف سے لوگوں پر ہونے والے ظلم کے ازالے کے لیے نرخ متعین کرے"۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عام فقہاءشافعیہ اگرچہ مطلق تسعیر کے جواز کے قائل نہیں ہیں تاہم ضرورت کے وقت ان کے نزدیک بھی حاکم وقت کے لیے رخصت موجود ہے۔جیسا کہ سید سابق نے فقہ السنہ میں بعض شافعیہ کی طرف سے اس مسئلے میں صراحت کی ہے۔اور خود سید سابق کا میلان بھی فقہ شافعی کی طرف ہے اور وہ بھی عند الضرورۃ تسعیر کو جائز قرار دیتے ہیں۔لہذا فقہاء شوافع سے بھی ضرورت کے وقت تسعیر کا جواز پایا جاتا ہے کیونکہ اجتماعی طور پر لوگوں کی ضرورت کو پورا کرنا لازم ہے۔لہذا لوگوں کی اجتماعی ضروریات کو پورا کرنے اوراجتماعی نقصانات دور کرنے میں حکومت پر کوئی ملامت نہیں ہوتی۔

تسعیر کے بارے میں فقہاءحنابلہ کی رائے:

فقہاءحنابلہ مطلقاً تسعیر کے جواز کے قائل نہیں ہیں بلکہ وہ تسعیر کو ناجائز،حرام،ظلم اور تعدی کہتے ہیں۔جیسا کہ علامہ ابن قدامہؒ "المغنی" میں لکھتے ہیں کہ حضرت انسؓ کی حدیث سے تسعیر کے عدم جواز کی دو بنیادی وجوہات ہیں:

"أحدهما، أنه لم يسعر، وقد سألوه ذلك، ولو جاز لأجابهم إليه. الثاني، أنه علل بكونه مظلمة، والظلم حرام، ولأنه ماله، فلم يجز منعه من بيعه بما تراضى عليه المتبايعان".[30]

"پہلی وجہ یہ ہے کہ نبی اکرمؐ نے باوجود ان کے مطالبہ کے نرخ متعین نہیں کئے۔اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو آپؐ ان کا مطالبہ پورا کر دیتے۔دوسری وجہ یہ ہے کہ آپؐ نے اس کی علت یہ بتائی کہ تسعیر ظلم ہے اور ظلم حرام ہے کیونکہ وہ (اشیاء جن کے نرخ متعین کرنے کا کہا گیا) اس شخص (یعنی تاجر) کا مال ہے۔اور اسے اپنے مال کو اس قیمت پر فروخت کرنے سے روکنا جائز نہیں جس پر فریقین راضی ہوں"۔

اسی سے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ﴾.[31]

"اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کے مال باطل طریقے سے مت کھاؤ مگر یہ کہ تجارت تمہاری باہمی رضامندی سے ہو"۔

شرف الدین الحجاوی المقدسی "الاقناع لطالب الانتفاع" میں لکھتے ہیں:

"ويحرم التسعيروهوأن يسعرالإمام على الناس سعرا ويجبرهم على التبايع به".[32]

"تسعیر حرام ہے اور وہ یہ ہے کہ حاکم وقت لوگوں پر نرخ مقرر کرے اور ان کو مجبور کرے کہ وہ اس نرخ پر بیچیں"۔

فقہاء حنابلہ کے نزدیک تسعیر کے عدم جواز کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بظاہر نرخ متعین کرنا مہنگائی کا سبب بن سکتا ہے کیونکہ بیرونی تاجر ایسے علاقوں میں اپنا مال نہیں لے جائیں گے جہاں ان کو مرضی کے خلاف قیمتوں پر فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے اور مقامی تاجر بھی من مانی قیمت نہ ملنے پر اپنا مال چھپا دیں گے۔ چنانچہ مارکیٹ میں اشیاء کی رسد میں کمی اور طلب میں زیادتی کے باعث ضرورت مند افراد کو ان چیزوں کے حصول کے لیے زیادہ قیمت ادا کرنی پڑے گی جس کے نتیجہ میں نرخ گراں ہو جائیں گے اور اس سے فریقین (تاجروں اور صارفین) کو نقصان پہنچے گا۔ لہذا ان کے نزدیک تسعیر جائز نہیں ہے۔

اگرچہ قدیم فقہاء حنابلہ مطلقاً تسعیر کے جواز کے قائل نہیں۔ تاہم شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، ان کے شاگرد علامہ ابن قیمؒ اور جدید دور کے حنبلی علماء تسعیر کے قائل ہیں۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنی کتاب "الحسبۃ فی الاسلام" میں تسعیر کے متعلق سیر حاصل بحث کی ہے اور بوقت ضرورت اس کے جواز کا فتوی دیا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

"وإذا كانت حاجة الناس تندفع إذا عملوا ما يكفي الناس بحيث يشتري إذ ذاك بالثمن المعروف لم يحتج إلى تسعير، وأما إذا كانت حاجة الناس لا تندفع إلا بالتسعيرالعادل سعرعليهم تسعيرعدل، لا وكس، ولا شطط".[33]

"جب لوگوں کی ضرورت اس میں پوری ہوتی ہو کہ وہ معروف قیمت کے مطابق خرید و فروخت کریں تو اس وقت تسعیر کی ضرورت نہیں۔ لیکن اگر عوام الناس کی ضرورت قیمتوں کے منصفانہ تعین کے بغیر

پوری نہ ہو سکے تو ان کے لیے ایسی قیمتیں مقرر کر دی جائیں جو عدل پر مبنی ہوں اور ان میں کوئی کمی یا زیادتی نہ ہو"۔

علامہ ابن تیمیہؒ کے شاگرد علامہ ابن قیمؒ نے بھی اپنی کتاب "الطرق الحکمیۃ فی السیاسۃ الشرعیۃ" میں تسعیر پر تفصیلی بحث کی ہے اور یہی نتیجہ نکالا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"وجماع الأمر: أن مصلحة الناس إذا لم تتم إلا بالتسعير سعر عليهم تسعير عدل، لا وكس ولا شطط، وإذا اندفعت حاجتهم وقامت مصلحتهم بدونه: لم يفعل".[34]

"خلاصہ یہ ہے کہ اگر عوام الناس کی مصلحت تسعیر کے بغیر پوری نہ ہو تو عدل پر مبنی تسعیر کو لاگو کر دیا جائے جس میں کوئی کمی یا زیادتی نہ ہو۔ اور جب ان کی ضرورت اس (تسعیر) کے بغیر پوری ہو رہی ہو اور ان کی مصلحت بھی قائم ہو تو اس کو لاگو نہ کیا جائے"۔

اس سے معلوم ہوا کہ فقہاء حنابلہ بھی بعد میں تسعیر کے قائل ہو گئے اور انھوں نے بھی ضرورت وحالات کے پیش نظر تسعیر کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے، جیسا کہ ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ کی کتابوں میں موجود تفصیلی مباحث سے نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

تسعیر کے بارے میں راجح موقف:

گزشتہ صفحات میں مسئلہ تسعیر پر تفصیلی بحث کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ جمہور فقہاء اسلام کے نزدیک بوقت ضرورت تسعیر (اشیاء کے نرخ مقرر کرنا) جائز ہے۔ اور یہی موقف راجح ہے۔ اس مسئلہ میں چاروں مسالک کے اکثر فقہاء کا بھی اس بات پر اتفاق ہے کہ ضرورت کے وقت تسعیر کے جواز سے کوئی چیز مانع نہیں۔ تاہم تسعیر میں عدل وانصاف کے تقاضوں کو مد نظر رکھنا ہر دور میں واجب ہے۔ یعنی ایسا نہ ہو کہ تسعیر سے تاجروں یا صارفین میں سے کسی کو نقصان ہو۔ لہٰذا فریقین کے حقوق کا تحفظ کرنا بھی ضروری ہے۔ جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ نے ایک صحابیؓ کو بازار کے نرخ کے برابر مال فروخت کرنے کی نصیحت کی اور فرمایا: اگر بازار کے نرخ کے برابر اپنا مال فروخت نہیں کر سکتے تو بازار سے اٹھ جاؤ۔ چنانچہ مؤطا امام مالک میں ہے:

"عن سعيد بن المسيب، أن عمر بن الخطاب مر بحاطب بن أبي بلتعة وهو يبيع زبيبا له بالسوق، فقال له عمر بن الخطاب: «إما أن تزيد في السعر، وإما أن ترفع من سوقنا»"۔[35]

"سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطابؓ کا حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ کے پاس سے گزر ہوا، وہ بازار میں (بازار کے نرخ سے سستا) منقہ بیچ رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے انھیں فرمایا: آپ اپنے نرخ میں زیادتی کریں ورنہ بازار سے اٹھ جائیں"۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ بازار میں بازار کے نرخ سے سستا منقہ بیچ رہے تھے۔ اس لیے انھیں نرخ زیادہ کرنے کا کہا، لیکن اگر وہ بازار کے نرخ سے زیادہ نرخ سے بیچ رہے ہوتے تو انھیں نرخ کم کرنے کا کہتے۔

تسعیر کے بارے میں تعامل امت:

امت مسلمہ کی تاریخ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً ہر دور میں تمام اشیاء میں تو نہیں لیکن بعض اشیاء میں تسعیر پر عمل ہوتا رہا ہے۔ اور اسی وجہ سے فقہاء امت کے درمیان بھی یہ مسئلہ زیر بحث رہا اور اس کے مختلف پہلوؤں کا ہر دور میں جائزہ بھی لیا جاتا رہا۔ جبکہ آج کے زمانے میں تسعیر کی یہ صورت حال ہے کہ آج پوری دنیا میں بلکہ مسلمان ممالک میں خصوصاً بے شمار اشیاء کے نرخ مقرر ہیں۔ مثلاً: پٹرول، تیل، سونا، چاندی، ادویات، کتابیں، گندم، آٹا، روٹی، کریانہ، کمپنیوں کی مصنوعات کی قیمتیں، سفر کے کرائے، مزدوروں کی اجرتیں اور روزمرہ استعمال کی کئی چیزوں وغیرہ کے نرخ معین و مقرر کیے ہوئے ہوتے ہیں۔ تعامل امت میں ان اشیاء کے نرخ کا تعین بھی تسعیر کے جواز میں داخل ہے۔

حواشی وحوالہ جات

1 ابن فارس، ابو الحسین احمد، مقاییس اللغة، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 2001ء، مادہ "س ع ر"، ج:3، ص:75

2 القرآن، التکویر:12

3 القرآن، الملک:10

4 ابن منظور، جمال الدین ابو الفضل محمد بن مکرم الافریقی، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ، مادہ "س ع ر"، ج:4، ص:365

5 فیروز آبادی، مجدالدین ابوطاہر محمد بن یعقوب، القاموس المحیط، مؤسسة الرسالہ، بیروت، 1426ھ/2005ج: 1، ص:407

6 سید سابق المصری، فقه السنة، دار الکتاب العربی، بیروت، 1397ھ/1977ء، ج:3، ص:104

7 الشوکانی، محمد بن علی الیمنی، نیل الاوطار، دار الحدیث، مصر، 1413ھ/1993ء، ج:5، ص:260

8 البھوتی، منصور بن یونس، کشاف القناع عن متن الاقناع، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ج:3، ص:187

9 سعدی ،ابو حبیب،القاموس الفقھی،دار الفکر ،دمشق،سوریہ،1993ء ،ص:172

10 ابو داؤد ، سلیمان بن اشعث السجستانی،السنن ،کتاب البیوع، باب فی التسعیر،حدیث:3450،المکتبة العصریہ،بیروت

11 الترمذی ، ابو عیسی محمد بن عیسی ، الجامع السنن ،کتاب البیوع،باب ماجاء فی التسعیر ،حدیث:1314،دار الغرب االاسلامی،بیروت،1998ء

12 ابو یوسف،یعقوب بن ابراہیم الانصاری،کتاب الخراج،المکتبة الازھریہ للتراث ، ص:60

13 المتقی الھندی،علاؤالدین علی بن حسام الدین،کنز العمال،ج:4،ص:103 ،حدیث:9748،مؤسسة الرسالہ، بیروت،1401ھ/1981ء

14 البخاری،محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،کتاب العتق،باب اذا اعتق عبدا بین اثنین او امة بین الشرکاء،حدیث:2522،دار طوق النجاة،1422ھ

15 القرضاوی، علامہ یوسف، اسلام میں حلال و حرام ، مترجم شمس پیرزادہ،الدار السلفیہ،ممبئی، ص:332

16 الشیبانی،محمد بن الحسن،الموطا،کتاب البیوع،المکتبة العلمیہ،کتاب البیوع،ج:1،ص:279،حدیث:789

17 المرغینانی ،ابوالحسن علی بن ابوبکر ،الھدایة،کتاب الکراھیة،فصل فی البیع،دار احیاء التراث العربی،بیروت ،ج: 4، ص:376

18 الحصکفی، محمد بن علی بن محمد الحصنی، الدر المختار ،دار الکتب العلمیہ،بیروت،1423ھ/2002ء،ص: 663662

19 النسفی،ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود ، کنز الدقائق،دار البشائر الاسلامیہ، ص: 612

20 ابن نجیم ،زین الدین بن ابراہیم الحنفی،بحر الرائق،دار الکتاب الاسلامی،ج:8 ،ص:230

21 الباجی،ابوالولیدسلیمان بن خلف الاندلسی،المنتقی شرح الموطا،دار الکتاب الاسلامی،قاہرہ،ج:5،ص:18

22 الباجی،ابوالولیدسلیمان بن خلف الاندلسی،المنتقی شرح الموطا،ج:5،ص:18

23 ابن رشد،ابوالولیدمحمد بن احمدبن رشد،البیان والتحصیل،دار الغرب الاسلامی،بیروت،1408ھ/1988ء،ج:9، ص:313

24 ابن عابدین، محمد امین بن عمر ، ردالمختار علی الدر المختار ،دار الفکر ،بیروت،1412ھ/1992ء،ج: 6،ص: 400

25 سید سابق المصری،فقہ السنة، ج:3،ص:106

26 ابن قدامہ، موفق الدین عبداللہ بن احمد المقدسی ،المغنی،مکتبة القاہرة،1388ھ/1968ء،ج: 4، ص: 164

27 سید سابق المصری،فقہ السنة، ج:3،ص:106

28 الشیرازی،ابواسحاق ابراہیم بن علی ،المھذب فی فقہ الامام الشافعی،دار الکتب العلمیہ،بیروت،ج:2،ص:64

29 سید سابق المصری،فقہ السنة، ج:3،ص:106

30 ابن قدامہ، موفق الدین عبداللہ بن احمد المقدسی ،المغنی،ج: 4، ص: 164

31 القرآن،النساء:29

32 الحجاوی،شرف الدین موسی بن احمدبن موسی،الاقناع لطالب الانتفاع مع کشاف القناع،دار الکتب العلمیہ،بیروت، ج:3،ص:187

[33] ابن تیمیہ، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم الحرانی، الحسبۃ فی الاسلام، ص:42

[34] ابن القیم، شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر الجوزیہ، الطرق الحکمیۃ، مکتبۃ دار البیان، ص:222

[35] مالک بن انس بن مالک بن عامر الاصبحی المدنی، المؤطا، کتاب البیوع، باب الحکرۃ والتربص، حدیث:57، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1406ھ/1985ء